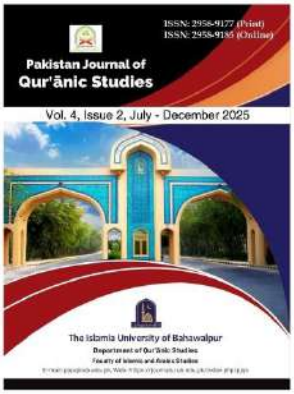

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185

Vol. 4, Issue 2, July – December 2025, Page no. 1-29

HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result

Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs

Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/289

Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/4245

Publisher: Department of Qur'ānic Studies, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title Purification of self: Methodology & Pattern of "Arbaeen fee Usul al-Din" by Imam Ghazali.

Author (s):

Dr. Hafiz Sajjad Haider Haidery
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, university of Lahore, Sargodha campus, sajjad.haider@ais.uol.edu.pk

Mr. Sharafat Ali
Incharge, Department of Islamic Studies, University of Lahore, Sargodha Campus, sharafat.ali@ais.uol.edu.pk

Mr. Muhammad Armaghan Dastgeer
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Lahore, Sargodha Campus, armaghan@ais.uol.edu

Received on: 25 November, 2025
Accepted on: 25 November, 2025
Published on: 27 November, 2025

Citation: Dr. Hafiz Sajjad Haider Haidery, Mr. Sharafat Ali, and Mr. Muhammad Armaghan Dastgeer. 2025. " تزکیہ نفس: امام غزالی کی "اربعین فی اصول الدین" کا منہج و اسلوب: Purification of Self: Methodology & Pattern of 'Arbaeen Fee Usul Al-Din' by Imam Ghazali". *Pakistan Journal of Qur'ānic Studies* 4 (2):1-29. https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/4245.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تزکیہ نفس: امام غزالی کی "اربعین فی اصول الدین" کا منہج واسلوب

Purification of self: Methodology & Pattern of "Arbaeen fee Usul al-Din" by Imam Ghazali

Dr. Hafiz Sajjad Haider Haidery
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, university of Lahore, Sargodha campus, sajjad.haider@ais.uol.edu.pk
Mr. Sharafat Ali
Incharge, Department of Islamic Studies, University of Lahore, Sargodha Campus, sharafat.ali@ais.uol.edu.pk
Mr. Muhammad Armaghan Dastgeer
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Lahore, Sargodha Campus, armaghan@ais.uol.edu

Abstract
Arbaeen fee Usul al-Din by Imam Abu Hamid al-Ghazali is a short book built around forty main principles. It explains the basics of Islamic belief, worship, ethics, and spirituality. The first part talks about faith, explaining belief in ALLAH, prophethood, and the afterlife. The second part is about worship like prayer, fasting, zakat, and pilgrimage, showing their deeper spiritual meaning beyond just rituals. The third part covers social and moral duties, stressing honesty, justice, and kindness in dealing with others. The fourth part focuses on spiritual growth (تزکیہ نفس), encouraging virtues like patience, gratitude, sincerity, and trust in God, while warning against bad traits like envy, pride, and showing off.

Keywords: *Al-Ghazali, Purification, Methodology, Pattern, principles.*

تمہید:

تمام انبیاء ورسل کی بعثت کا ایک اہم مقصد نفس کا تزکیہ کرنا ہے اور قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ کی بعثت کا ایک اہم مقصد تزکیہ نفس کو قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ابراھیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

" رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ "[1]

1 Al-Baqarah 2:129

"اے ہمارے پروردگار ان میں سے ایک رسول کو مبعوث فرما جو ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائے، کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی بعثت کو بطور احسان ذکر فرمایا ہے اور آپ ﷺ کی بعثت کے مقاصد کو بیان فرمایا ہے جن میں سے تزکیہ نفس ایک اہم مقصد ہے۔ ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ"[2]

نبی کریم ﷺ کی بعثت عرب کے ان وحشی صفت لوگوں میں ہوئی جن پر دنیا کا کوئی حکمران حکومت کرنے کے لیے تیار نہیں تھا یہی وجہ ہے کہ عرب میں اس وقت تک کوئی حکومتی نظام موجود نہیں تھا۔ لیکن ہادی عالم ﷺ نے عرب کے ان وحشی صفت لوگوں کا ایسا تزکیہ کیا کہ اللہ نے ان لوگوں کو آدمیت کی معراج قرار دیتے ہوئے ان کے ایمان کو بعد والوں کے لیے معیار حق بنا دیا۔ ارشاد فرمایا:

" اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ"[3] "ایمان لاؤ جیسا کہ یہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ایمان لائے"

مربی اعظم ﷺ نے جن لوگوں کا تزکیہ کیا اللہ تعالیٰ ہم سے ان جیسے ایمان کا مطالبہ کرتا ہے اور پھر صحابہ کرام میں سے جن صحابہ نے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھا انھوں نے اپنے شاگروں کا تزکیہ کیا۔ تابعین پھر تبع تابعین نے اپنے شاگروں کا تزکیہ کیا اور یوں یہ سلسلہ امت محمدیہ میں سند متصل سے جاری ہے۔ پانچویں صدی ہجری میں اس سلسلہ کا ایک اہم اور نمایاں کام امام غزالیؒ کا ہے۔ امام غزالیؒ کی تمام کتب میں تزکیہ نفس پر بحث موجود ہے لیکن ان میں سب سے اہم "اربعین فی اصول الدین" ہے جس کے بارے میں مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"سلف نے تزکیہ نفس کے واسطے مختلف اور متعدد کتب لکھی ہیں۔ ان سب میں زیادہ سہل الماخذ و جامع تصانیف امام غزالیؒ کی ہیں پھر ان میں رسالہ "اربعین" اخصر وایسر ہے۔"[4]

---

2 Aal-e-Imran 3:164

3 Al-Baqarah 2:13

4 Mirathi, Maulana Aashiq Ilahi. *Tabligh-e-Din*. Karachi: Idarah Ma‘arif, 2003, p. 16.

تزکیہ نفس:

قرآن وحدیث کے مطابق تزکیہ نفس سے مراد انسان اپنے نفس کو رذائل سے پاک وصاف رکھے جنہیں قرآن و سنت میں ممنوع معیوب اور مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ اور اعمال حسنہ سے اپنے نفس کو آراستہ کرے جنہیں قرآن و سنت نے محمود و محبوب اور اعلیٰ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا"[5]

" تحقیق وہ انسان کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کی اصلاح کی، (رذائل سے پاک کیا) اور وہ انسان تباہ ہو گیا جس نے اسے گناہوں میں ملوث کیا۔"

امام غزالیؒ اس کی تفسیر کرتے ہیں:

"یہ نہیں فرمایا" قد أفلح من تعلم كيفية تزكيتها " کہ ضرور فلاح پا گیا وہ شخص جس نے تزکیہ نفس کی کیفیت سیکھی"[6]

مزید تزکیہ نفس کی مثال پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" كما أن الثوب الوسخ لا يقبله الملك لأن يكون لباسه فالقلب المظلم لا يقبله الله تعالیٰ لأن يكون فی جواره وكما ان استعمال الثوب فی اعمال الخسيسة يوسخ الثوب و غسله بالصابون والماء الحار ينظفه لا محالة فاستعمال القلب فی الشهوات يوسخ القلب وغسله بماء الدموع وحرقة الندم ينظفه و يطهره ويزكيه وكل قلب زكی طاهر فهو مقبول كما أن كل ثوب نظيف فهو مقبول فانما عليک التزكية والتطهير"[7]

" جس طرح کوئی بادشاہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی پرانا اور میلا کچیلا کپڑا اس کا لباس بنے، ایسے ہی تاریک دل کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا کہ اس کی رحمت کے سائے تلے ہو۔ اعمال خسیسہ جس طرح کپڑوں کو میلا کچیلا کر دیتے ہیں، پھر ان کو صاف کرنے کے لیے پانی اور صابن کے ساتھ دھویا جاتا ہے اسی طرح مختلف نفسانی خواہشات دل کو میلا کچیلا کر دیتی ہیں، تو انسانی نفس اور دل کی طہارت و پاکیزگی کے لیے ندامت کے آنسو بہانا شرط ہے تا کہ دل صاف اور پاک ہو جائے۔ پاک اور صاف دل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوتا ہے جیسا کہ صاف ستھرا کپڑا بادشاہ کے ہاں مقبول ہوتا ہے۔ پس اگر دل کو پاک صاف کرنا ہے تو تزکیہ نفس تیرے اوپر لازم ہے۔"

---

5 Ash-Shams 91:9–10

6 Ghazali, Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad al-Ghazali, *Ihya’ ‘Ulum al-Din*, Dar al-Ma‘rifah, Beirut, vol. 3, p. 388.

7 Ghazali, Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad al-Ghazali, *Ihya’ ‘Ulum al-Din*, 4, p. 13

دل کو اعمال خسیسہ سے پاک صاف کرنے اور نفسانی خواہشات پر قابو پانے کا نام تزکیہ نفس ہے یا شارع نے جن امور کے کرنا حکم دیا ہے یا ان کو پسند فرمایا ہے ان کو اخلاص نیت کے ساتھ پورا کرنا اور جن امور سے منع فرمایا ہے، ان کو ناپسند فرمایا ہے ان کو نہ صرف ترک کرنا بلکہ ان کی لذت سے بھی نفس کا نفرت کرنا تزکیہ نفس کہلاتا ہے۔ اور اگر اس بات کو اور سادہ الفاظ میں بیان کیا جائے تو خواہشات نفس کو ترک کر کے سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنا اور جن کاموں سے اللہ کے نبی ﷺ نے نفرت کی ہے ان سے رک جانا یہ ہی تزکیہ نفس ہے۔ اور ایسے نفس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

" يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ"[8]

امام غزالیؒ:

ابو حامد محمد بن محمد بن احمد غزالیؒ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں (450ھ) اسلامی تاریخ کا وہ درخشاں ستارہ ہیں جس کی کرنیں دنیا اسلام میں آج بھی روشن ہیں۔ امام غزالی نے اپنے فکر انگیز نظریات کے سبب مسلم دنیا پر وہ گہرے نقوش چھوڑے ہیں جو آج بھی اسلامی فلسفے، تصوف و روحانیت، علم و حکمت، معاشرتی اقدار اور اخلاقیات کی اصلاح کے لیے اساسی حیثیت رکھتے ہیں۔ امام غزالی کی شخصیت اور افکار کے اثرات سے عصر حاضر میں بھی تزکیہ نفس کا سبق لیا جا سکتا ہے اور بہت سے شیوخ آج بھی اپنے متعلقین کی اصلاح امام غزالیؒ کی "اربعین فی اصول الدین" سے کرتے ہیں۔ امام غزالیؒ کے بارے میں مولانا حنیف ندوی لکھتے ہیں:

> " قانون و شریعت کے سانچوں پر اہل علم نے چار طریقوں پر غور کیا ہے۔ ان میں فقہ، اصول، علم الکلام اور تزکیہ نفس شامل ہیں۔ غزالی میں یہ چاروں صفات نہایت توازن اور اعتدال کے ساتھ موجود ہیں۔ یہ بیک وقت فقیہ و اصولی بھی ہیں اور فلسفہ و تصوف کے ہوش مند شناور بھی۔"[9]

تصانیف:

بعض مؤرخین کے نزدیک آپ کی کتب کی تعداد ننانوے اور بعض نے اٹھہتر لکھی ہے۔ ندیم واجدی لکھتے ہیں:

> " مسلمان مورخین نے امام غزالیؒ کی لکھی ہوئی کتابوں کی تعداد ننانوے بیان کی ہے اور مغربی مؤرخین نے اٹھہتر، علامہ نوویؒ نے "بستان" میں کسی معتبر شخص کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام غزالیؒ کی تصنیفات کا ان کی عمر سے موازنہ کیا تو روزانہ لکھنے کا

---

8 Al-Fajr 89:27–30

9 Nadwi, Muhammad Hanif. *Ta'limat-e-Ghazali*. Lahore: Idarah Thaqafat-e-Islamiyyah, 2019, p. 2.

اوسط چار کُرّاسہ پایا۔ ایک کرّاسہ میں چار صفحے ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ روزانہ کم سے کم سولہ صفحات لکھا کرتے تھے۔"[10]

اربعین فی اصول الدین کا تعارف:

ابو حامد امام غزالیؒ کے علمی سرمایہ میں سے "اربعین فی اصول الدین" ایک قابل قدر کتاب ہے۔ جس میں دین اسلام کے بنیادی اصولوں کو نقل کیا گیا ہے اور قرآن کے علوم کو اس میں جمع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب " احیاء علوم الدین، الاقتصاد فی الاعتقاد اور بدایۃ الھدایہ "کا خلاصہ ہے۔ اربعین کے چار حصے ہیں۔

حصہ اول: بنیادی عقائد پر مشتمل ہے۔ (جن پر مذہب اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔)

حصہ دوم: ظاہری اعمال اور عبادات پر مشتمل ہے جن کو سنت نبوی ﷺ کے آئینہ میں نقل کیا گیا ہے اور ان کی خصوصیات اور اسرار کو بیان کیا گیا ہے۔

حصہ سوم: دل کو قابل مذمت اخلاق (رذائل) سے پاک کرنے سے متعلق ہے جو اس کے رب کو ناپسند ہیں۔

حصہ چہارم: نفس کو ان اعمال و آداب سے آراستہ کرنے سے متعلق ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل تعریف ہیں۔

اربعین فی اصول الدین کے مصادر:

امام غزالی نے اپنی کتاب "اربعین فی اصول الدین "میں درج ذیل مصادر پر اعتماد کیا ہے۔ قرآن کریم، صحاح ستہ، مسند احمد، معجم طبرانی، مسند ابویعلیٰ، مصنف عبد الرزاق، مصنف ابی شیبہ، صحیح ابن حبان اور سنن بیہقی وغیرہ۔

اربعین فی اصول الدین کا منہج واسلوب:

تزکیہ نفس کے حوالے سے لکھی گئی کتب میں سے "اربعین فی اصول الدین "کا اسلوب منفرد ہے۔ امام غزالیؒ نے اس کتاب میں تزکیہ نفس سے متعلق چالیس اصول بیان کیے ہیں جو کہ اس کتاب کے نام سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کتاب ھذا چار ابواب پر مشتمل ہے اور ہر ایک میں دس اصول ہیں۔ باب اول عقائد پر مشتمل ہے۔ پہلا عقیدہ، پہلی اصل اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانے سے متعلق ہے۔ اس اصل میں امام غزالیؒ نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعارف کروایا ہے جو ایک مسلمان اور غیر مسلمان دونوں کے لیے ہے جیسا کہ لکھتے ہیں:

10 Ghazali, Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Ihya' 'Ulum al-Din*. Trans. Nadeem al-Wajdi. Karachi: Dar al-Isha'at, 2015, vol. 1, p. 27.

"الحمد لله الذی تعرف الی عباده بکتابه المنزل، علی لسان نبیه المرسل ، بأنه فی ذاته واحدلا شریک له،فردلا مثل له صمد لا ضد له متوحد لا ند له وانه قدیم لا اول له۔ ازلی لا بدایة له مستمر الوجود لا آخر له ابدی لا نهایة له ۔ قیوم لا انقطاع له دائم لا انصرام له لم یزل ولا یزال موصوفاً بنعوت الجلال لا یقضی علیه بالانقضاء والانفصال بتصرم الاماد۔ وانقضاء الاجال بل هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بکل شیءعلیم"۔[11]

" الحمدللہ! جس نے اپنے بندوں کو اپنی نازل کردہ کتاب کے ذریعے، اپنے بھیجے ہوئے نبی کی زبان سے یہ پہنچوایا کہ وہ اپنی ذات میں ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ یکتا ہے، اس کی کوئی مثال نہیں، صمد ہے اس کا کوئی ضد نہیں، منفرد ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ وہ قدیم ہے اس کی کوئی ابتدا نہیں، ازلی ہے اس کا کوئی آغاز نہیں۔ اس کا وجود ہمیشہ باقی ہے، اس کا کوئی انجام نہیں، وہ ابدی ہے، اس کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ قیوم ہے، اس کے وجود میں کوئی انقطاع نہیں، وہ دائمی ہے، اس پر فنا کا گزر نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جلال و عظمت کی صفات سے موصوف ہے۔ زمانوں کے گزرنے اور عمروں کے ختم ہونے سے اس پر انقضاء اور زوال نہیں آتا، بلکہ وہی اول بھی ہے، آخر بھی ہے، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے، اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔"

اس فصل میں امام غزالیؒ نے اللہ تعالیٰ کا تعارف اس انداز سے کروایا ہے کے منکر خدا سے لے کر مشرک تک کو وجود باری تعالیٰ کے بارے میں پائے جانے والے تمام نظریات باطلہ کا رد کرتے ہوئے تزکیہ نفس کا پہلا سبق دیا ہے۔ اللہ تو وہ ذات ہے جس کا کوئی شریک نہیں، ابدی ہے جس کی کوئی ابتداء نہیں اور مسلسل ہر زمانے میں اس کا وجود ہے وہ وقت کے تسلسل سے نہ تو ختم ہوتا ہے نہ تحلیل ہوتا ہے۔ اس مختصر اور جامع عبارت میں معتزلہ، حلولیہ، جبریہ اور قدریہ سب کی نفی کرتے ہوئے تجرید و توحید کا اصول نقل کیا گیا ہے۔

دوسری اصل سے لے کر آٹھویں اصل تک اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان ہے جو بالترتیب اللہ تعالیٰ کی تقدیس، قدرت، علم، ارادہ، سمع و بصر، کلام اور افعال پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی لا محدود صفات میں سے ان چند کا یہاں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یا اس کی صفات کے بارے میں جو باطل فرقے غلو سے کام لیتے ہیں وہ انہی صفات میں سے ہے۔

"وَأَنَّهُ لَيْسَ بِجِسْمٍ مُصَوَّرٍ، وَلَا جَوْهَرٍ مَحْدُودٍ مُقَدَّرٍ، وَلَا يُمَاثِلُ الْأَجْسَامَ، لَا فِي التَّقْدِيرِ وَلَا فِي قَبُولِ الِانْقِسَامِ، وَلَيْسَ بِجَوْهَرٍ وَلَا تَحْمِلُهُ الْأَجْسَامُ، وَلَا يَحُلُّ فِيهَا، وَلَيْسَ بِعَرَضٍ وَلَا تَحُلُّهُ الْأَعْرَاضُ، بَلْ لَا يُمَاثِلُ مَوْجُودًا وَلَا يُمَاثِلُهُ مَوْجُودٌ، (لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ) وَهُوَ لَيْسَ مِثْلَ شَيْءٍ"[12]

---

11 Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Al-Arba'in fi Usul al-Din*. Damascus: Dar al-Qalam, 2003, p17

12 Ibid

"اور بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) نہ کسی صورت والا جسم ہے، نہ کوئی محدود اور مقدر جوہر ہے، اور نہ ہی وہ اجسام کے مشابہ ہے، نہ اندازو پیمائش میں اور نہ ہی تقسیم کو قبول کرنے میں۔ وہ نہ جوہر ہے اور نہ ہی اجسام اس کو اٹھاسکتے ہیں، نہ وہ ان میں حلول کرتا ہے۔ اور نہ وہ عرض ہے اور نہ ہی اعراض اس میں حلول کرتے ہیں۔ بلکہ وہ کسی موجود کی مشابہت نہیں رکھتا اور نہ کوئی موجود اس کی مشابہت رکھتا ہے۔ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) "اس کی مثل کوئی چیز نہیں" اور وہ کسی چیز کی مثل نہیں "

نویں اصل عقیدہ آخرت پر مشتمل ہے اور اس میں موت، روح اور بعد الموت آخرت کے بارے میں عقیدہ کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔ دسویں اصل میں عقیدہ نبوت کا بیان ہے جس میں فرشتوں پر ایمان اور ان کی صفات کو بیان کرنے کے بعد عقیدہ نبوت اور ختم نبوت کو بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت کامل و اکمل، عرب و عجم اور جن و انس یہاں تک کہ تمام انبیاء کے لیے بھی آپ ﷺ کی نبوت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْؕ-قَالُوْۤا اَقْرَرْنَاؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ "[13]

دوسری قسم ظاہری اعمال کی ہے اور اس کے بھی دس اصول بیان کرتے ہیں۔ اس قسم میں امام غزالیؒ عبادات نماز، زکوۃ، روزہ، حج، تلاوت قرآن، ذکر اللہ، کسب حلال، حقوق المسلمین، امر بالمعروف اور اتباع سنت کے اصول بیان کرتے ہوئے تزکیہ نفس کا سبق دیتے ہیں۔

اس قسم میں امام غزالیؒ کا منہج یہ ہے کہ متعلقہ اصل کے بارے میں پہلے قرآن و حدیث سے اس کی فضلیت اور حکم کو نقل کرتے ہیں۔ پھر عبادت کی روح اور حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ ظاہری عمل اور دل کے درمیان موافقت کا ہونا لازمی ہے۔ فرض عبادات میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کے لیے کثرت سے نفل عبادات کی ترغیب دیتے ہیں۔ جیسے نماز میں حضور قلب حاصل کرنے کے لیے یہ نسخہ تجویز کرتے ہیں کہ:

"فَجَاهِدْ نَفْسَكَ فِي أَنْ تَرُدَّ قَلْبَكَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى لَا تَغْفُلَ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا، فَإِنَّهُ لَا يُكْتَبُ لِلرَّجُلِ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا مَا عَقَلَ مِنْهَا. فَإِنْ تَعَذَّرَ عَلَيْكَ الْإِخْتِصَارُ، وَمَا أَرَاكَ إِلَّا كَذَلِكَ، فَانْظُرْ: فَإِنْ كَانَ قَدْرُ الْغَفْلَةِ مِقْدَارَ رَكْعَتَيْنِ فَلَا تُعِدِ الصَّلَاةَ، وَلَكِنِ افْهَمْ أَنَّ النَّوَافِلَ جَوَابِرُ الْفَرَائِضِ، فَتَنَفَّلْ بِمِقْدَارِ أَنْ يَحْضُرَ الْقَلْبُ فِيهَا فِي مِقْدَارِ رَكْعَتَيْنِ. فَكُلَّمَا زَادَتِ الْغَفْلَةُ فَزِدْ فِي النَّوَافِلِ، حَتَّى يَحْضُرَ قَلْبُكَ مَثَلًا فِي عَشْرِ رَكَعَاتٍ بِمِقْدَارِ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، وَهُوَ قَدْرُ فَرْضِكَ.

13 Aal-e-Imran 3:81

فَمِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكَ أَنْ يَقْبَلَ مِنْكَ جُبْرَانَ الْفَرَائِضِ بِالنَّوَافِلِ. فَهَذِهِ أُصُولُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَاةِ."[14]

""پس اپنی جان سے جہاد کر کہ اپنے دل کو نماز کی طرف لوٹا دے، یہاں تک کہ نماز کے شروع سے آخر تک غفلت نہ ہو۔ کیونکہ انسان کے لیے اس کی نماز میں سے صرف اتنا ہی لکھا جاتا ہے جتنا اس نے اس میں سمجھا (یعنی دل حاضر رہا)۔ اگر تجھ پر یہ (کمال) حاصل کرنا مشکل ہو، اور میں بھی تجھے ایسا ہی دیکھتا ہوں، تو پھر غور کر: اگر غفلت کی مقدار دو رکعت کے برابر ہو تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھ، لیکن یہ سمجھ لے کہ نوافل، فرائض کے نقص کو پورا کرنے والے ہیں۔ پس اتنے نفل پڑھ کہ ان میں تیرا دل اتنا حاضر رہے جتنا دو رکعت کے برابر ہے۔ پھر جب بھی غفلت زیادہ ہو تو نوافل میں بھی اضافہ کر، یہاں تک کہ اگر تیری دس رکعتوں میں سے دل صرف چار رکعت کے برابر حاضر ہو تو وہی تیرے فرض (چار رکعت) کے برابر ہے۔ پس یہ اللہ کی رحمت ہے کہ وہ نوافل کے ذریعے تیرے فرائض کی کمی کو قبول فرمالیتا ہے۔ پس یہی نماز کی حفاظت کے اصول ہیں۔"

اور اس میں نفس کے فریب و مکر کی انتہائی حکیمانہ انداز میں نشاندہی کرتے ہوئے اس کا علاج بھی تجویز کرتے ہیں۔ نفس کا تزکیہ کرنے میں جو سب سے دقیق پہلو ہے وہ ہے عابد کی عبادات میں خوش فہمی، خوش نمائی اور ریاء اس کی نہ صرف تشخیص کرتے ہیں بلکہ سالک کے لیے اس کا علاج بھی تجویز کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ زور ہر عمل کو سنت رسول ﷺ کے مطابق کرنے پر دیتے ہیں جیسا کہ نماز کی اصل میں لکھتے ہیں:

" الوضوءُ قبلَ الصَّلاةِ إسباغًا، يأتي بجميعِ سُنَنِها وأذكارِها المرويةِ عندَ كلِّ وظيفةٍ منها، ويَحتاطُ أيضًا في طهارةِ ثوبِه، وطهارةِ بدنِه، وطهارةِ الماءِ الذي توضأَ به، احتياطًا لا ينفعُ، عليه بابُ الوسواسِ، فإنَّ الشيطانَ يُوَسْوِسُ في الطهارةِ فيُضَيِّعُ أكثرَ أوقاتِ العبادةِ[15]

" وضو کو نماز سے پہلے اچھی طرح کرے، اس کے تمام سنن اور اذکار جو ہر عضو کے ساتھ منقول ہیں، ان سب کا اہتمام کرے۔ اپنے کپڑوں کی پاکیزگی، اپنے بدن کی طہارت اور اس پانی کی صفائی کا بھی خیال رکھے جس سے وضو کرتا ہے، لیکن ایسا بے جا احتیاط کوئی فائدہ نہیں دیتا، بلکہ یہ وسواس کا دروازہ کھول دیتا ہے، کیونکہ شیطان طہارت میں وسوسے ڈالتا ہے اور یوں آدمی کی عبادت کا زیادہ تر وقت ضائع ہو جاتا ہے۔"

14 Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Al-Arba'in fi Usul al-Din*. Damascus: Dar al-Qalam, 2003, p 47

15 Ibid

دوسری اصل "زکوۃ، صدقہ اور خیرات سے متعلق ہے۔ اللہ کی محبت سے دوری کی ایک بہت بڑی وجہ دنیا کے مال کی محبت ہے، جب تک سالک کے دل میں دنیا کے مال کی محبت ہے اس وقت تک اس دل میں اللہ کی محبت نہیں آسکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ"[16]

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے تین درجے ہیں اول سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے یہ اعلیٰ درجہ ہے جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اوسط درجہ یہ ہے کہ نصف مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے۔ اور اس سے کم یہ ہے کہ فرض اور واجب کے درجہ میں خرچ کیا جائے۔ لیکن سالک کو چاہیے کہ وہ کم از کم متوسط درجہ میں مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے تاکہ اس کا تزکیہ نفس ہو اور اللہ کی محبت اس پر غالب رہے۔ جب انسان اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے تو شیطان دو طرح سے اس کے مال کو ضائع کرنے کا مکر کرتا ہے۔ ایک ریا اور دوسرا جس کو مال دیا ہے اس پر احسان جتانے کے سبب، یہاں پر امام غزالی ان دونوں کا علاج تجویز کرتے ہیں ریا کا علاج حدیث نبوی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں جو مال خرچ کرو وہ چھپا کر کرو جبکہ احسان جتانے پر نفس کا امتحان اور علاج دونوں بیان کرتے ہیں:

"وَحَقِيقَتُهُ أَنْ تَرَى نَفْسَكَ مُحْسِنًا إِلَى الفَقِيرِ مُتَفَضِّلًا عَلَيْهِ، وَعَلَامَتُهُ أَنْ تَتَوَقَّعَ مِنْهُ شُكْرًا، أَوْ تَسْتَنْكِرَ تَقْصِيرَهُ فِي حَقِّكَ، وَمُمَالَأَتَهُ عَدُوَّكَ اسْتِنْكَارًا يَزِيدُ عَلَى مَا كَانَ قَبْلَ الصَّدَقَةِ، فَذَلِكَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّكَ رَأَيْتَ لِنَفْسِكَ عَلَيْهِ فَضْلًا. وَعِلَاجُهُ أَنْ تَعْرِفَ أَنَّهُ الْمُحْسِنُ إِلَيْكَ بِقَبُولِ حَقِّ اللهِ مِنْكَ، فَإِنَّ مِنْ أَسْرَارِ الزَّكَاةِ تَطْهِيرَ القَلْبِ وَتَزْكِيَتَهُ عَنْ رَذِيلَةِ البُخْلِ وَخُبْثِ الشُّحِّ، وَلِذَلِكَ كَانَتِ الزَّكَاةُ مُطَهِّرَةً، إِذْ بِهَا حَصَلَتِ الطَّهَارَةُ، فَكَأَنَّهَا غَسَّالَةُ نَجَاسَةٍ"[17]

"اور حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو فقیر پر احسان کرنے والا اور اس پر فضل و کرم کرنے والا سمجھو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ تم اس سے شکر کی توقع رکھو، یا اس کے حقِ شکر ادا کرنے میں کوتاہی کرنے پر ناگواری محسوس کرو، یا اگر وہ تمہارے دشمن کا ساتھ دے تو اس پر اس سے زیادہ برہم ہو جاؤ جتنا کہ صدقہ دینے سے پہلے ہوتے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم نے اپنے آپ کو اس پر فضیلت والا جانا۔ اور اس کا علاج یہ ہے کہ تم جان لو کہ دراصل وہی (فقیر) تم پر احسان کرنے والا ہے کہ اس نے اللہ کا حق تم سے قبول کیا۔ کیونکہ زکوٰۃ کے اسرار میں سے یہ بھی ہے کہ وہ دل کو بخل اور حرص کی گندگی سے پاک

---

16 Aal-e-Imran 3:92

17 Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Al-Arba'in fi Usul al-Din* , p 50

اور صاف کرتی ہے۔ اور اسی وجہ سے زکوٰۃ کو "پاک کرنے والی" کہا گیا ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ طہارت حاصل ہوتی ہے، گویا یہ دل کی نجاست کو دھونے والی چیز ہے۔"

عبادات میں نفس کے امراض کی تشخیص کرنے کے بارے میں اور ان کے طریقہ علاج میں امام غزالیؒ کا اسلوب سادہ اور عام فہم ہے اور اس سے ایک عام مسلمان بھی استفادہ کر سکتا ہے۔ نماز اور زکوۃ کی طرح باقی عبادات روزہ، حج، تلاوت قرآن، ذکر الہی، کسب حلال، مسلمانوں کے حقوق، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اتباع سنت کے احکام و فضائل نقل کرنے کے بعد نفس کے مکر و فریب کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کا علاج بھی تجویز کرتے ہیں۔ ان تمام اعمال میں چاہے وہ عبادات سے متعلق ہیں یا عادات سے متعلق ہیں تزکیہ نفس کے لیے اتباع سنت لازم وملزوم ہے اتباع سنت کے بغیر ان اعمال کو سرانجام دینے سے بھی تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا چنانچہ امام غزالی اس بارے میں لکھتے ہیں:

" فَلا أَعْرِفُ لِتَرْكِ سُنَّةٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَجْهًا إِلَّا كُفْرًا خَفِيًّا أَوْ حُمْقًا جَلِيًّا"[18]

"میں بغیر عذر کے سنت کو چھوڑنے کے لیے کوئی وجہ نہیں جانتا، سوائے اس کے کہ یہ یا تو چھپا ہوا کفر ہو یا واضح حماقت۔"

ایک سالک کے نزدیک سنت نبوی ﷺ کو جان بوجھ کر ترک کرنا کفر کی مانند ہے لیکن عصر حاضر میں ناقدین تصوف میں بہت سے لوگ ہیں جو جان بوجھ کر سنت نبوی ﷺ کو ترک کر رہے ہوتے ہیں اور کچھ تو ایسے ہیں جو دوسروں کو سنت کے ترک کرنے کی ترغیب اس انداز میں دیتے ہیں کہ شریعت میں رخصت و عزیمت میں سے رخصت کا انتخاب کرنا افضل ہے جبکہ ایک صوفی کے لیے سنت کو جان بوجھ کر ترک کرنا کفر خفی ہے۔

تزکیہ نفس میں سنت نبوی ﷺ کے کردار کو بیان کرتے ہوئے خوبصورت مثال پیش کرتے ہیں کہ انسان کا دل ایک آئینہ کی مانند ہے اور آئینہ آفتاب سے نور اس وقت حاصل کرتا ہے جب وہ شفاف ہو اور انسانی قلب کا شفاف ہونا اعمال نبوی ﷺ یعنی سنت نبوی ﷺ کے بغیر ممکن نہیں۔

تزکیہ نفس میں عبادات کے ان دس اصولوں کو بیان کرنے کے بعد خاتمہ کے عنوان سے ایک فصل قائم کی گئی ہے جس میں شب وروز میں ان عبادات کو سرانجام دینے میں عیال دار، عالم اور حاکم کے معمولات یومیہ کو نقل کیا ہے کہ مومن کا دل کسی حال میں اور کسی بھی وقت اللہ کی عبادت سے غافل نہ ہو۔

ایمانیات وعبادات سے دل کو منور کرنے کے بعد امام غزالیؒ ان رذائل کو بیان کرتے ہیں جن سے قلب پر منعکس ہونے والا نور سلب ہو جاتا ہے۔ اس قسم میں امام غزالیؒ سب سے پہلے ان معاملات کو بیان کرتے ہیں جو حلال تو ہیں لیکن ان کی

---

18 Ibid

کثرت سے انسانی دل خواہشات نفس کا شکار ہو جاتا ہے۔ جیسے کثرت اکل اور حرص طعام یعنی زیادہ کھانا اب کھانا حلال ہے لیکن ایک سالک کے لیے پیٹ بھر کر طعام نوش کرنا خواہشات نفس کا سبب ہو گا امام غزالیؒ اس بارے میں یہاں تک لکھتے ہیں کہ:

" وَهِيَ مِنَ الْأُمَّهَاتِ، لِأَنَّ الْمِعْدَةَ يَنْبُوعُ الشَّهَوَاتِ، إِذْ مِنْهَا تَتَشَعَّبُ شَهْوَةُ الْفَرْجِ، ثُمَّ إِذَا غَلَبَتْ شَهْوَةُ الْمَأْكُولِ وَالْمَنْكُوحِ، يَتَشَعَّبُ مِنْ شَهْوَةِ الْمَالِ شَهْوَةٌ، لَا يُتَوَصَّلُ إِلَى قَضَاءِ الشَّهْوَتَيْنِ إِلَّا بِهِ، وَيَتَشَعَّبُ مِنْ شَهْوَةِ الْمَالِ وَالْجَاهِ وَطَلَبِهِمَا، تَزْدَحِمُ الْآفَاتُ كُلُّهَا كَالْكِبْرِ وَالرِّيَاءِ وَالْحَسَدِ وَالْحِقْدِ وَالْعَدَاوَةِ وَغَيْرِهَا، وَمَنْبَعُ جَمِيعِ ذَلِكَ الْبَطْنُ. "[19]

"اور یہ (پیٹ) بنیادی اُمور میں سے ہے، کیونکہ معدہ خواہشات کا چشمہ ہے۔ اسی سے شرمگاہ کی خواہش پیدا ہوتی ہے، پھر جب کھانے اور جماع کی خواہش غالب آتی ہے تو مال کی خواہش بھی اسی سے جنم لیتی ہے، کیونکہ ان دونوں خواہشوں کی تکمیل مال کے بغیر ممکن نہیں۔ اور مال و جاہ (عزت و مقام) کی خواہش اور ان کی طلب سے تمام آفات اکٹھی ہو جاتی ہیں، جیسے تکبّر، ریاکاری، حسد، کینہ، دشمنی اور دیگر (برائیاں)۔ اور ان سب کا منبع پیٹ ہی ہے۔"۔

اس طرح دوسرا کام جو جائز ہے وہ "کلام" ہے لیکن کثرت کلام اور فضول گوئی سالک کے لیے بہت سارے گناہوں کا سبب بنتا ہے اس لیے اس کو بھی ترک اعمال میں ذکر کیا ہے۔ امام صاحب کے نزدیک کثرت کلام کی وجہ سے انسان میں بیس طرح کے گناہ تو لازمی پیدا ہوتے ہیں جن میں سے پانچ کبیرہ گناہ ہیں کذب بیانی جو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ [20]

"وہ ایمان نہیں رکھتے اللہ کی آیات پر اور یہ ہی لوگ جھوٹے ہیں"

یعنی کہ جھوٹ ایمان نہ رکھنے والوں کی ایک نشانی ہے جو لوگ ایمان سے خالی ہوتے ہیں وہ ہی جھوٹے ہوتے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ مومن کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

امام غزالیؒ جھوٹ کی اتنی مذمت کرنے کے بعد ان مواقع کی بھی نشاندہی کرتے ہیں جہاں پر ایک سالک کے لیے جھوٹ بونے کی گنجائش باقی ہے۔ مثلاً دو مسلمانوں کے درمیان صلح کروادینا، جہاد میں جنگی چال کے طور پر، میاں کا اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے اور اس پر وہ حدیث بھی نقل کرتے ہیں۔

19 Ibid

20 An-Nahl 16:105

دوسری آفت جو کثرت کلام کی وجہ سے آتی ہے وہ غیبت ہے یہاں پر امام غزالیؒ اس گناہ کی قباحتیں بیان کرتے ہیں اور سالک کے سامنے اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اشاروں میں کس طرح غیبت کرتے ہیں اور علماء کس طرح ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں اور اس کے بعد غیبت کرنے کے جائز اور لازمی محل کو بیان کرتے ہیں۔ اس فصل کے آخر میں نفس کو غیبت سے روکنے کی تدابیر بیان کرتے ہیں تاکہ سالک کی اس گناہ سے اصلاح ہو سکے۔

تیسری آفت جو کثرت کلام کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے وہ باہم جھگڑا ہے۔ کثرت کلام میں انسان کوئی ایسی بات کر دیتا ہے جو مجلس میں موجود کسی فریق پر گراں گزرتی ہے جس کی وجہ سے مجلس میں لڑائی جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔

چوتھی آفت جو کثرت کلام کی وجہ سے سالک میں پیدا ہو سکتی ہے وہ ہے مذاق کرنا دل لگی کرنا بہت زیادہ ہنسنا جس سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ امام صاحب نے اس آفت کی وجہ سے سالک کے ایک بڑے نقصان کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے نور معرفت میں کمی آجاتی ہے۔

امام غزالیؒ اس باب میں تیسری فصل غصہ کے متعلق قائم کرتے ہیں۔ اس فصل کے تعارف میں غصہ سے متعلق نبی کریم ﷺ کی احادیث نقل کرتے ہیں اور سالک کے لیے غصہ کی بیماری کے تدارک کے لیے دو علاج تجویز کرتے ہیں۔ پہلا علاج مجاہدہ ہے جس کے بارے میں لکھتے ہیں:

" أَحَدُهُما: كَسْرُهُ بِالرِّيَاضَةِ، وَلَسْتُ أَعْنِي بِكَسْرِهِ أَمَطَتْهُ فَإِنَّهُ لا يَزُولُ أَصْلُهُ، وَلا يَنْبَغِي أَنْ يَزُولَ، بَلْ إِن زَالَ... وَجَبَ تَحْصِيلُهُ، لِأَنَّهُ آلَةٌ لِلْقِتَالِ مَعَ الكُفَّارِ، وَالْمَنْعُ مِنَ الْمُنْكَرَاتِ، وَيَصِلُ بِهِ إِلَى كَثِيرٍ مِنَ الخَيْرَاتِ. وَهُوَ كَكَلْبِ الصَّيَّادِ: إِنَّمَا رِيَاضَتُهُ فِي تَأْدِيبِهِ حَتَّى يَنْقَادَ لِلْعَقْلِ وَالشَّرِيعَةِ، فَيَهِيجُ بِإِشَارَةِ العَقْلِ وَالشَّرِيعَةِ، وَيَسْكُنُ بِإِشَارَتِهِمَا، وَلَا يُخَالِفُهُمَا، كَمَا يَنْقَادُ الكَلْبُ لِلصَّيَّادِ. وَهَذَا مُمكِنٌ بِالمُجَاهَدَةِ، وَهُوَ اعْتِيادُ الحِلْمِ وَالِاحْتِمَالِ مَعَ التَّعَرُّضِ لِلمَغْضَبَاتِ. "[21]

" ان دونوں (طریقوں) میں سے ایک یہ ہے کہ غصے کو ریاضت (یعنی مشق و تربیت) کے ذریعے قابو میں کیا جائے، اور میرا مقصد غصے کو بالکل مٹا دینا نہیں ہے، کیونکہ اس کی جڑ کبھی ختم نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کا ختم ہونا چاہیے۔ بلکہ اگر یہ بالکل ختم ہو جائے تو اسے دوبارہ پیدا کرنا واجب ہو جاتا ہے، کیونکہ یہی (غصہ) کافروں سے جہاد کرنے، منکرات سے روکنے اور بہت سی نیکیوں کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ (غصہ) شکاری کے کتے کی مانند ہے کہ اس کی تربیت یہی ہے کہ اسے اس طرح ادب سکھایا جائے کہ وہ عقل اور شریعت کے تابع ہو جائے۔ پس جب عقل و شریعت کا اشارہ ہو تو یہ (غصہ) بھڑک اٹھے اور

---

21 Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Al-Arba'in fi Usul al-Din*, p239

جب وہ دونوں روکیں تو یہ تھم جائے اور ان کی مخالفت نہ کرے، جس طرح کتا شکاری کے حکم کے تابع ہوتا ہے اور یہ مجاہدہ کے ذریعے ممکن ہے، یعنی حلم اور برداشت کی عادت ڈالنا اور ان باتوں کو برداشت کرنا جو غصہ دلانے والی ہوں "

امام صاحب غصہ کا دوسرا علاج ضبط کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ضَبْطُ الغَضَبِ عِندَ الهَيَجانِ بالكَظْمِ، وَيُعِينُ عَلَيْهِ عِلْمٌ وَعَمَلٌ. أمَّا العِلْمُ: فَهُوَ أَنْ يَعْلَمَ أَنَّهُ لا سَبَبَ لِغَضَبِهِ إِلَّا أَنَّهُ أَنْكَرَ أَنْ يَجْرِيَ الشَّيْءُ عَلَى مُرادِ اللهِ تَعَالَى لا عَلَى مُرادِهِ، وَهٰذا غايَةُ الجَهْلِ. وَالآخَرُ: أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ أَعْظَمُ مِنْ غَضَبِهِ، وَأَنَّ فَضْلَ اللهِ تَعَالَى أَكْبَرُ، وَكَمْ عَصاهُ وَخالَفَ أَمْرَهُ فَلَمْ يَغْضَبْ إِنْ خالَفَهُ غَيْرُهُ؟ فَلَيْسَ أَمْرُهُ أَلْزَمَ عَلَى عَبْدِهِ وَأَهْلِهِ وَرَفِيقِهِ مِنْ أَمْرِ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ. وَأمَّا العَمَلُ: فَهُوَ أَنْ يَقُولَ :**أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجِيمِ**. "[22]

" غصّے کو ہیجان کے وقت قابو میں رکھنے کا طریقہ کَظم (یعنی ضبط اور روک) ہے، اور اس پر قابو پانے میں علم اور عمل دونوں مددگار ہوتے ہیں۔ علم کے اعتبار سے: یہ جان لینا کہ اس کے غصے کی کوئی وجہ نہیں سوائے اس کے کہ وہ یہ ناپسند کرتا ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق چلے نہ کہ اس کی اپنی مرضی کے مطابق، اور یہ جہالت کی انتہا ہے۔ اور دوسرا یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب اس کے اپنے غضب سے زیادہ سخت ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فضل زیادہ بڑا ہے۔ وہ (خود) کتنی ہی بار اللہ کی نافرمانی اور اس کے حکم کی مخالفت کر چکا ہے، پھر بھی جب کوئی دوسرا اس کی مخالفت کرتا ہے تو وہ فوراً غصے میں آجاتا ہے۔ کیا اس کے اپنے حکم کی پابندی اپنے غلام، گھر والوں اور ساتھی پر اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی سے زیادہ ضروری ہے؟ عمل کے اعتبار سے: یہ کہ (غصہ آنے پر) کہے: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجِيمِ"

اس باب کی چوتھی اصل " حسد " سے متعلق ہے جو کہ روحانی بیماریوں میں سے ایک بہت بڑی بیماری اور گناہ کبیرہ ہے۔ اور یہ ایسا گناہ ہے جو نیکیوں کو جلا دیتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: " حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

حسد کی وضاحت کرتے ہوئے حسد اور غبطہ کے فرق کو بھی واضح کرتے ہیں۔ اس کے بعد حسد کی روحانی بیماری کا علمی اور عملی علاج نقل کرتے ہیں علمی علاج تو یہ کہ:

" فَأَمَّا العِلَاجُ العِلْمِيُّ: فَهُوَ أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ حَسَدَهُ يَضُرُّهُ وَلَا يَضُرُّ مَحْسُودَهُ، بَلْ يَنْفَعُهُ "[23]

---

22 Ibid

23 Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Al-Arba‘in fi Usul al-Din*, p 245

"پس اس کا علمی علاج تو یہ ہے کہ حسد کرنے والا یہ جان جائے کہ محسود کا اس سے کوئی نقصان نہیں بلکہ اس کا تو نفع ہے کیونکہ حاسد کی نیکیاں محسود کے حصہ میں لکھی جارہی ہیں۔"

اسی طرح اس کا عملی علاج بھی نقل کرتے ہیں:

"وَأَمَّا العَمَلُ: فَهُوَ أَنْ يَعْرِفَ حُكْمَ الحَسَدِ وَمَا يَتَقاضَاهُ مِنْ قَوْلٍ وفِعْلٍ، فَيُخَالِفَهُ وَيَعْمَلَ بِنَقِيضِهِ، فَيُثْنِيَ عَلَى المَحْسُودِ، وَيُظْهِرَ الفَرَحَ بِنِعَمِهِ، وَيَتَوَاضَعَ لَهُ، وَبِذَلِكَ يَعُودُ المَحْسُودُ صَدِيقًا لَهُ، وَيُزَايِلُهُ الحَسَدُ، وَيَتَخَلَّصُ مِنْ إِثْمِهِ وَأَلَمِهِ."[24]

"اور عمل یہ ہے کہ انسان حسد کے حکم کو جانے اور یہ سمجھے کہ اس سے کون سے اقوال وافعال صادر ہوتے ہیں، پھر ان کی مخالفت کرے اور ان کے برعکس عمل کرے۔ چنانچہ وہ محسود کی تعریف کرے، اس کی نعمتوں پر خوشی ظاہر کرے اور اس کے سامنے تواضع اختیار کرے۔ اس کے نتیجے میں محسود اس کا دوست بن جائے گا، حسد زائل ہو جائے گا اور وہ اپنے گناہ اور تکلیف سے نجات پائے گا۔"

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

" اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ"[25]

"اے سُننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست"

پانچویں اصل بخل اور حب مال کی بیماری کے علاج سے متعلق ہے بخل ایک بہت بڑی روحانی بیماری ہے۔ بخل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"[26]

سورۃ آل عمران میں ارشاد ہے:

" وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْؕ-بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْؕ- سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ"[27]

بخل اور حب مال کی حقیقت کو بیان کرتے ہیں اور کس حد تک ایک مومن کے لیے مال کی ضرورت ہے اور کس حد تک جائز ہے ۔مال مطلقاً مذموم نہیں ہے لیکن ضرورت سے زیادہ مال مضر ہے اور اس کی تین وجوہات بیان کی گئی ہیں اول یہ کہ کثرت مال

---

24 Ibid

25 Ha Mim As-Sajdah 41:54

26 At-Taghabun 64:16

27 Aal-e-Imran 3:180

معصیت و گناہ کا سبب ہے۔ دوم یہ کہ کثرت مال لذت دنیا کا سبب ہے اور دنیا کی لذتیں ایک مومن کو اپنے اللہ سے غافل کر دیتی ہیں اور یہ غفلت گناہ کی طرف لے جاتی ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے :

" حب الدنیا راس کل خطیئة"[28]

"دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے"

سوم درجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے ذکر سے غفلت ہو جائے گا۔ دنیا کی مصروفیت ذکر الٰہی سے غافل کر دے گی۔ پھر اس بات کی طرف بھی توجہ کرتے ہیں کہ ضرورت کی تحدید اور کفایت کی حقیقت کیا ہے۔ بخل کی حد کیا ہے؟ اس کی مکمل وضاحت کرتے ہیں۔ اس وضاحت کرنے کے بعد بخل کی بیماری کے دو طرح کے علاج علمی اور عملی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ علمی علاج یہ ہے کہ بخل کے نقصانات معلوم کرو، آخرت کی تباہی اور دنیا کی رسوائی دونوں اس میں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ دنیا کا مال آج تک کوئی بخیل ساتھ لے کر نہیں گیا۔ دنیا کا مال جمع کر کے کیا کرو گے جو اللہ تم کو مال دے رہا ہے وہ اللہ تمہاری اولاد کو بھی مال دے گا۔ اور اگر مال جمع کرتا رہا پھر موت آگئی اور اولاد نے بعد میں اس مال کو برائی کے کاموں پر خرچ کیا تو وبال تم پر بھی ہو گا۔ اس کا عملی علاج یہ ہے کہ نفس پر جبر کرو اور خرچ کرنے کی عادت ڈالو ضرورتوں کے وقت خرچ کرنے کی خوبی کا تصور باندھ کر اتنا زور ڈالو کہ خرچ کرنے کی رغبت ہونے لگے۔

اس کی چھٹی اصل رعونت اور شہرت و جاہ کی محبت کی روحانی بیماری سے متعلق ہے۔ کیونکہ شہرت کی طلب انسان میں بہت سی روحانی بیماریوں کا سبب بنتا ہے اس لیے امام غزالیؒ نے اس اصل کو جامع طور پر ذکر کیا ہے۔ سب سے پہلے قرآن مجید کی اس آیت کے ساتھ اصل کی ابتداء کرتے ہیں

"تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ"

"آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لئے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں اور پرہیزگاروں کے لئے نہایت ہی عمدہ انجام ہے"

سنن بیہقی، سنن دارمی سے کئی احادیث نقل کی ہیں جن میں شہرت و جاہ کی محبت کی مذمت کی گئی ہے۔ حب جاہ اور حب مال کے فرق کے ساتھ حب جاہ کے اسباب ذکر کرتے ہیں، حب جاہ کا پہلا سبب مال کی طلب ہے دوسرا سبب اپنی ذات کو نمایاں و یکتا ظاہر کرنے کی چاہت ہے جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے مخلوق کے نہیں۔

28 Mishkat al-Masabih, Kitab al-Riqaq, Hadith no. 5213

اس اصل کے آخر پر شہرت وجاہ کا علاج تجویز کرتے ہیں کہ اگر تمہارے نفس میں شہرت وجاہ کا شوق پیدا ہو تو یہ یاد کرو کہ تمہاری ذات اور اس مال وجاہ کو آخر موت ہے اور یہ خوشی بہت عارضی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس کی خوشی ہمیشہ رہنے والی ہے۔

ساتویں اصل دنیا کی محبت کا بیان ہے اور دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ جیسا کہ امام صاحب لکھتے ہیں:

" اِعْلَمْ: أَنَّ حُبَّ الدُّنْيا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ، وَلَيْسَ الدُّنْيا عِبارَةً عَنِ الْمَالِ وَالْجَاهِ فَقَطْ، بَلْ هُمَا حَظَّانِ مِنْ حُظُوظِ الدُّنْيا وَشُعْبَتَانِ مِنْ شُعَبِهَا، وَشُعَبُ الدُّنْيا كَثِيرَةٌ "[29]

" جان لو! دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے، اور دنیا صرف مال وجاہ (دولت اور عہدے) ہی کا نام نہیں، بلکہ یہ دونوں تو دنیا کے حصّوں میں سے دو حصّے ہیں اور اس کی شاخوں میں سے دو شاخیں ہیں، جبکہ دنیا کی شاخیں بہت زیادہ ہیں۔ "

اس اصل میں دنیا اور اہل دنیا کی حقارت کو بیان کیا گیا ہے اور دنیا کی محبت دل میں کیسے پیدا ہوتی ہے اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس دنیا کی محبت میں بہت ساری باطنی امراض موجود ہیں جیسا کہ غرور، نخوت، کینہ، حسد، ریا، تفاخر اور بڑھوتری کی حرص وغیرہ دنیا سے محبت کرنے والے لوگوں نے اس دنیا کو مقصود اصلی سمجھ لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کثرت گناہ کا بڑا سبب حب دنیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کی محبت اور دنیا کی محبت ایک دل میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب کے مشہور اشعار ہیں:

"ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی
ایک تم سے کیا محبت ہو گئی
ساری دنیا سے عداوت ہو گئی[30]

دنیا کی تمام محبتیں جب دل سے رخصت ہو جاتی ہیں تب اللہ کی محبت اس دل میں گھر کرتی ہے۔ جو لوگ دنیا کی محبت میں رہتے ہیں تو دنیا کی محبت ان کے دل سے ختم نہیں ہوتی جبکہ موت ان کو اس دنیا سے ختم کر دیتی ہے پھر جب موت کے بعد زندہ ہوں گے تو اس وقت دنیا کو موت آچکی ہو گی تو اب پچھتاوے اور افسوس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ لیکن اگر اللہ کی محبت

29 Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Al-Arba'in fi Usul al-Din,* p 271

https://www.rekhta.org/ghazals/har-tamannaa-dil-se-rukhsat-ho-gaii-khwaja-aziz-ul-hasan-majzuub-ghazals?lang=ur

دل میں ہو گی تو موت کے ساتھ یہ محبت ختم نہیں ہو گی کیونکہ جس سے محبت کی ہے وہ ذات حیؐ القیوم ہے ۔

آٹھویں اصل نخوت و تکبر سے متعلق ہے۔ متکبر کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"کَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ"[31]

" اسی طرح اللہ مہر لگا دیا کرتا ہے ہر اس شخص کے دل پر جو متکبرّ اور سر کش ہو"

ارشاد ہے:

"اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ"[32]

"کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے"

حدیث قدسی ہے:

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ الله تعالىٰ الْعِزُّ إِزَارِي، وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، فَمَنْ نَازَعَنِي شَيْئًا مِنْهُمَا عَذَّبْتُهُ"[33]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے "عزت میری ازار اور کبریائی (بڑائی) میری چادر ہے چنانچہ جو شخص ان دونوں میں سے کوئی شے مجھ سے کھینچے گا میں اسے عذاب دوں گا"

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

" لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ"[34]

"جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا"

اس کے بعد تکبر کی حقیقت کو وضاحت کرتے ہیں کہ

"تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو صفاتِ کمالیہ میں دوسروں سے افضل سمجھے۔ اور متکبر شخص اپنے بارے میں یہ پسند کرتا ہے کہ راستہ میں سب سے آگے چلے مجلس میں صدر مقام یا عزت کی جگہ بیٹھے، دوسروں کو حقارت سے دیکھنا کوئی اس کو

31 Al-Mu’min (Ghafir) 40:35

32 Az-Zumar 39:60

33 Muslim bin hujaj,Sahih Muslim, Kitab al-Birr wa al-Silah wa al-Adab, Bab Tahrim al-Kibr, Hadith no. 2620

34 Sahih Muslim, Kitab al-Iman, Hadith no. 91

عزت نہ دے تو اس پر غصہ ہونا، تعظیم نہ کرنے والے پر ناراض ہونا، نصیحت کرنے والے پر غصہ آنا یہ سب تکبر کی علامات ہیں"[35]

کبر کے علاج کے بارے میں لکھتے ہیں:

" أَنْ يَعْرِفَ الإِنْسَانُ نَفْسَهُ، وَأَنَّ أَوَّلَهُ نُطْفَةٌ مَذْرُورَةٌ، وَآخِرَهُ جِيفَةٌ قَذِرَةٌ، وَهُوَ بَيْنَ ذَلِكَ يَحْمِلُ العَذِرَةَ "[36]

"انسان کو یہ جاننا چاہیے کہ اس کی ابتدا ایک گندی بوند (نطفہ) ہے، اور اس کا انجام ایک ناپاک لاش ہے، اور ان دونوں کے درمیان وہ گندگی اٹھائے پھرتا ہے۔"

اس طرح امام صاحب نے ایک متکبر شخص کے سامنے اس کی حقیقت کو بہت عمدہ انداز میں پیش کیا ہے کہ تکبر کس بات کا کرتے ہو تمہاری حقیقت تو یہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ[37]

"بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے"

کوئی بھی شخص جو تکبر کرتا ہے اس کی چار وجوہات ہوتی ہیں۔ علم، تقوی، حسب و نسب اور مال و جمال۔ ہر ایک بیماری کا علیحدہ سے علاج ہے۔

علماء کے ہاں علم کا تکبر جہل مرکب ہے، پہلا تکبر دینی اور دوسرا دنیوی ہے۔ دینی تکبر کا سبب علم کی وجہ سے ہے کہ اپنے کو عالم سمجھ کر اور عوام کو جاہل سمجھتے ہوئے اپنی فضلیت ظاہر کرنا جبکہ علم کا خاصہ یہ کہ انسان میں تواضع پیدا کرے تو وہ عالم نافع ہے جس کی دعا اللہ کے نبی ﷺ نے فرمائی۔ اے اللہ مجھے نفع دینے والا علم عطا فرما اور جن لوگوں کے علم نے ان کے اندر تکبر پیدا کیا اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا"[38]

---

34 Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Al-Arba'in fi Usul al-Din*, p 284

36 Ibid

37 Ad-Dahr 76:1–2

38 Al-Jumu'ah 62:5

" ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی پھر انہوں نے اس کی حکم برداری نہ کی گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے "

جس علم سے تکبر پیدا ہوتا ہے وہ علم جہل سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ اصل علم تو انسان کے اندر خوف اور تواضع پیدا کرتا ہے۔ ایک عالم کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کتنا بڑا عالم ہی کیوں نہ ہو یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کا خاتمہ بخیر ہی ہو جائے۔ اور کیسا ہی جاہل کیوں نہ ہو یہ یقین نہیں ہے کہ اس کا انجام خیر نہ ہو۔ جب عالم ہو کر اس بات کو سمجھتے ہو تو پھر تکبر کس بات پر کرتے ہو۔

تکبر کا دوسرا سبب زہد و تقویٰ ہے۔ کچھ عابد اپنی عبادت پر تکبر کرنے لگتے ہیں۔ اپنے آپ کو بہت زیادہ پرہیز گار اور متقی سمجھتے ہیں۔ لیکن کسی کو اس بات کا یقین ہے اور نہ علم کہ اس کی عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے یا مردود، پھر خاتمہ کس حالت پر ہوتا ہے اس کا بھی یقین نہیں اس حالت کو اپنے دل و دماغ میں جگہ دینے سے زہد و تقویٰ کا تکبر ختم ہو جائے گا۔ اس پر امام صاحب نے احادیث کی کتب سے پہلی اقوام کے کچھ واقعات بھی نقل کیے ہیں۔

حسب و نسب کے سبب تکبر کرنے کا علاج یہ تجویز کرتے ہیں کہ اس بات پر غور کرو کہ جن کی وجہ سے تم تکبر کر رہے ہو ان کے انجام کا تم کو علم نہیں کہ کامیاب ہوئے ہیں یا جہنم کا کوئلہ بن گئے ہیں اور اگر وہ جہنم کا ایندھن بن گئے ہوں گے تو وہ آرزو کرتے ہوں گے کہ کاش ہم لوگ جانور ہوتے جو مٹی ہو جاتے۔ حسب و نسب پر تکبر کرنے والوں کی دوسری حقیقت یہ بیان کرتے ہیں کہ تم اپنے آباء و اجداد کے نطفہ کا ایک کیڑا ہو تو تم اپنی حقیقت پر غور کرو۔

تکبر کا چوتھا سبب مال و جمال ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ مال جیسی ناپائدار چیز پر فخر کس بات کا کہ چوری ہو جائے یا کوئی آسمانی آفت کا لقمہ بن جائے تو کس بات کا تکبر اور جمال پر تکبر کا علاج یہ ہے کہ غور کرو کہ بیماری کے آنے کی دیر ہے کہ تمہارا جمال سارا جاتا رہے گا

نویں اصل خود پسندی سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ"[39]

"اور حنین کے دن کو یاد کرو جب تمہاری کثرت نے تمہیں خود پسندی میں مبتلا کر دیا تو یہ کثرت تمہارے کسی کام نہ آئی اور تم پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔"

39 At-Tawbah 9:25

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا"[40]

"وہ لوگ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی حالانکہ وہ یہ گمان کر رہے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔"

خود پسندی اور تکبر میں فرق یہ ہے کہ خود پسندی میں انسان اپنے آپ کو اور اپنے اعمال کو کامل سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اس مرض میں انسان اپنی عبادات پر مطمئن ہو جاتا ہے تو آخرت کی سعادت سے محروم ہو جاتا ہے۔ جبکہ تکبر میں اپنے آپ کو افضل سمجھتا ہے ۔ہاں بعض مقامات پر خود پسندی کا اظہار تکبر کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے ابلیس نے اپنے رب کے سامنے کیا۔ جیسا کہ امام صاحب لکھتے ہیں:

"وَالْعَجَبُ هُوَ سَبَبُ الْكِبْرِ، وَلَكِنَّ الْكِبْرَ يَسْتَدْعِي مُتَكَبِّرًا عَلَيْهِ، وَالْعَجَبُ يَتَصَوَّرُ عَلَى الْاِنْفِرَادِ"[41]

"عجب (خود پسندی) تکبّر کا سبب ہے، لیکن تکبّر کسی پر تکبّر کرنے کو لازم قرار دیتا ہے، جبکہ عُجب اکیلے (یعنی بغیر کسی دوسرے کے) بھی پیدا ہو سکتا ہے۔"

علاج کے اعتبار سے خود پسندی کو دو حصوں میں بیان کیا ہے اول غیر اختیاری خوبیوں میں خود پسندی مثلاً حسن و جمال قوت و طاقت اور اس کا علاج یہ تجویز کرتے ہیں کہ سالک یہ سوچے کہ یہ حق تعالیٰ کا محض فضل و کرم ہے کہ اس نے بلا استحقاق یہ خوبیاں مجھ کو عطا فرمائیں تو اس پر عجب کس بات کا، دوسرا یہ کہ بیماری آنے کی دیر ہے یہ سب کمزور پڑ جائے گا۔ دوسرا اختیاری خوبیوں میں خود پسندی عبادات وغیرہ، اللہ تعالیٰ نے تمہارا انتخاب اپنی عبادت کے لیے کیا اس میں خود پسندی کو کیا دخل یہ تو اس کی تقسیم ہے اور جب چاہے اپنی اس تقسیم کو بدل دے جیسے ابلیس کو چار ہزار سال تک اپنی عبادت کے لیے قبول کیا لیکن اس کی خود پسندی کی وجہ سے اس کو مردود قرار دے دیا نعمتیں دے کر اس کی ناشکری پر واپس لے لینا یہ اس کا اختیار ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

"فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ"[42]

"ہم نے ان پر ہر نعمت کے دروازے کھول دئے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہو گئے اور پھولے نہ سمائے تو یکایک ان کو پکڑ لیا۔"

جب یہ سب تمہارے ذہن نشین ہو جائے گا تو خشیت اور خوف تم سے کسی وقت دور نہیں ہو گا اور عجب سے بآسانی نجات مل جائے گی۔

---

40 Al-Kahf 18:104

41 Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Al-Arba'in fi Usul al-Din,* p 295

42 Al-An'am 6:44

دسویں اصل ریاء کے بارے میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ"[43]

"تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔"

اس اصل میں سب سے پہلے قرآن وحدیث سے ریاء کی مذمت بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد ریاء کی چھ صورتیں بیان کرتے ہیں کہ ریاء چھ طرح سے ہوتا ہے۔ اول بدن کے ذریعے سے یعنی صوفیانہ حالت بنانا، دوم ہیئت کے ذریعے سے، سوم لباس کے ذریعے سے، چہارم گفتگو اور زبان کے ذریعے سے، پنجم عمل میں ریاء، ششم شاگردوں اور مریدوں کی کثرت کے لیے ریا کرنا ان چھ اقسام کے بعد ریاء کے حرام ہونے کی دو وجوہات ذکر کرتے ہیں:

" وَأَمَّا إِظْهَارُ الشَّمَائِلِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا لِيَعْتَقِدَ النَّاسُ فِيهِ الدِّينَ وَالوَرَعَ، فَحَرَامٌ لِشَيْئَيْنِ۔ "[44]

پہلی وجہ

" وَأَمَّا إِظْهَارُ تِلْكَ الخِصَالِ لِلنَّاسِ فَهُوَ حَرَامٌ"

"ان خوبیوں کا لوگوں کے لیے اظہار کرنا یہ حرام ہے۔"

دوسری وجہ حق تعالیٰ کے ساتھ عبادت کا مذاق ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

" إِنَّهُ إِذَا قَصَدَ بِعِبَادَةِ اللهِ تَعَالَى خَلْقَ اللهِ فَهُوَ مُسْتَهْزِئٌ "

"اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت مخلوق کو دیکھنے کے لیے کی جائے تو ایسا ہے جیسے اللہ کے ساتھ مذاق کیا"

ریاء کا علاج: ریاء کا سبب حُب مدح، خوف مذمت اور حرص وطمع ہے ان سب کا علاج الگ الگ بیان کرتے ہیں لیکن سب میں اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ مخلوق کی خوشنودی وقتی ہے اور اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ کو راضی کر لینا اور اس حال میں موت کا آجانا کہ اللہ راضی ہو تو وہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ اس اصل کے آخر میں ایک نصیحت کرتے ہیں کہ ریا کے خوف سے عبادت کو ترک نہ کیا جائے۔ ہاں اگر ریا اس حد تک بڑھ جائے کہ اللہ تعالیٰ کا خیال بھی نہ آئے تو عبادت بے معنی ہے۔ اور ایسی عبادت جو مخلوق کے لیے کی جائے وہ حرام ہے۔

اس کتاب کا آخری حصہ اخلاق محمودہ کے دس اُصولوں پر مشتمل ہے۔ پہلی اصل توبہ اور خوف باری تعالیٰ سے متعلق ہے۔ توبہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

---

43 Al-Ma‘un 107:4–6

44 Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Al-Arba‘in fi Usul al-Din*, p 306

" فَإِنَّهَا مَبْدَأُ طَرِيقِ السَّالِكِينَ، وَمِفْتَاحُ سَعَادَةِ الْمُرِيدِينَ "[45]

"بیشک یہ اللہ کے راستے پر چلنے والوں کے سفر کی ابتدا ہے اور مریدین کی سعادت کی کنجی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ"[46]

"بیشک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"التائبُ من الذنبِ کمن لا ذنبَ لهُ"[47]

"گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص جیسا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو"

توبہ کی حقیقت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"الرجوع الی اللہ تعالیٰ عن طریق البعد الی طریق القرب "[48]

"اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اس طرح کہ بندہ دوری کی حالت سے قرب کی طرف آئے"

مزید لکھتے ہیں کہ توبہ کی ایک ابتداء ہے اور ایک انتہاء، ابتداء توبہ یہ ہے کہ قلب پر نورِ معرفت کی شعاعیں پھیل جائیں اور اس بات کی آگاہی ہو کہ گناہ سمِ قاتل ہے۔ اور حالت یہ ہو جائے کہ ماضی، مستقبل اور حال تینوں زمانوں کے متعلق توبہ کا یہ ثمرہ پیدا ہو جائے گا تو گویا توبہ کا کمال حاصل ہو گیا جس کا نام توبہ کی انتہا ہے۔ توبہ ہر شخص پر واجب ہے۔

اس اصل کے آخر میں توبہ نہ کرنے والوں کو اس کے اسباب اور علاج تجویز کرتے ہیں جو کہ امام صاحب کا اس کتاب کا منفرد منہج ہے۔

اخلاق محمودہ میں دوسری اصل خوف کا بیان ہے۔ اللہ کا خوف توبہ کی بنیاد ہے اور نیکیوں کی ابتداء ہے اور اس کا سبب علم و معرفت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا"[49]

"اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"

---

45 Ibid

46 Al-Baqarah 2:222

47 Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mājah Sunan Ibn Majah, Kitab al-Zuhd, Hadith no. 4250

48 Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Al-Arba'in fi Usul al-Din*, p 338

49 Fatir 35:28, 35:40

اس اصل میں خوف اور رجا کے فرق کو عمدہ انداز میں پیش کرتے ہیں۔ انسان کو خوف باری تعالیٰ کی وجہ سے گناہ کو ترک کرنا چاہیے اور رجا کی امید سے نیکیوں میں رغبت پیدا ہونی چاہیے اللہ کے سوا کون ہے جو ایک کے بدلے سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ دے۔ اور جب خوف درجہ کمال کو پہنچتا ہے تو دنیا سے بے رغبتی ہو جاتی ہے اور اسی کا نام زہد ہے۔ تیسری فصل زہد سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى "[50]

زہد کی وضاحت کرنے کے بعد طعام، لباس اور رہائش کے اعتبار سے زہد کے درجات کو ذکر کرتے ہیں کہ طعام میں زہد کو تین طرح تقسیم کرتے ہیں۔ مدت، مقدار اور جنس۔ پس مدت کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ صرف ایک وقت کا کھانا ہو اور اس پر قناعت کرے۔ اوسط درجہ ایک ماہ کا کھانا ہو اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ایک سال کا ہو اس سے کم درجہ میں زہد نہیں ہے

۔

مقدار میں اعلیٰ درجہ ایک پاؤ غلہ پاس ہو، اوسط درجہ ضرورت کا نصف اور ادنیٰ یہ کہ مکمل ضرورت کی مقدار پاس ہو اس سے زیادہ زہد کے خلاف ہے۔ جنس کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کا زہد یہ ہے کہ پس غذائیت کے اعتبار سے خوراک کی جنس لے جس سے عبادت باری تعالیٰ کے لیے کمر سیدھی رہے۔ جیسے چند کھجور و پانی، اوسط درجہ یہ ہے کہ جو کی روٹی کھائے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ گندم کی روٹی استعمال کرے۔

اسی طرح لباس اور مکان میں بھی زہد کے درجات کو ذکر کرتے ہیں۔ لباس میں اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ ستر چھپ جائے اور سردی گرمی رفع ہو سکے۔ اوسط درجہ ایک لباس استعمال کرے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ دو لباس ہوں ایک دھویا اور دوسرا زیب تن کر لیا۔ مکان کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ ہے کہ مسافر کی طرح زندگی بسر کرے اور دوسرا درجہ ہے بقدر ضرورت ایک مکان لے کر اس میں رہے۔ اور اس کے ساتھ گھر کے ساز و سامان کے بارے میں بھی درجات زہد کو بیان کرتے ہیں۔

چوتھی اصل صبر سے متعلق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَ اصْبِرُوْااِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ "[51]

" اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے "

50 Ta Ha 20:131

51 Al-Anfal 8:46

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ"[52]

"بے شک صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔"

قرآن واحادیث سے صبر کو نقل کرنے کے بعد اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ صبر انسان کے ساتھ خاص کیوں ہے۔

" حَقيقَةُ الصَّبْرِ ثَباتُ بَاعِثِ الدِّينِ في مُقابَلَةِ بَاعِثِ الهَوى، وَهُوَ مِنْ خَاصِيَّةِ الآدَمِيّ۔ "[53]

"صبر کی حقیقت یہ ہے کہ دین کے تقاضے پر ثابت قدم رہنا اور خواہشاتِ نفس کے تقاضے کا مقابلہ کرنا اور یہ انسان کی خاص صفت میں سے ہے"

اپنی اس کتاب میں امام صاحب صبر کے تین درجہ ذکر کرتے ہیں اعلیٰ، ادنیٰ اور متوسط، اعلیٰ خواہشات نفس پر مکمل قابو پا کر نفس مطمئنہ کے درجہ کا حاصل کرنا ہے۔ ادنیٰ خواہشات کی پیروی کرنا اور ہلاکت کے راستہ کا اختیار کرنا، متوسط کبھی خواہشات غالب ہوں اور کبھی اطاعت غالب آ جائے۔

پانچویں اصل شکر سے متعلق ہے۔ اپنے مخصوص منہج کے مطابق سب سے پہلے قرآن وحدیث سے شکر کے فضائل کو بیان کرتے ہیں۔ اور پھر شکر کے ارکان کو بیان کرتے ہیں شکر کا رکن اول یہ ہے کہ نعمت اور منعم سے واقف ہو۔ دوسرا رکن یہ ہے کہ منعم کی اس نعمت پر اس لیے خوش ہونا کہ منعم کا عطیہ ہے۔ شکر کا تیسرا رکن عمل ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اس کی رضامندی میں استعمال کرنا۔

چھٹی اصل اخلاص اور صدق سے متعلق ہے۔ اخلاص کا پہلا رکن نیت ہے اور دوسرا اللہ کے واسطے نیت ہے۔ جیسا کہ مشہور حدیث ہے: "إنما الأعمال بالنيّات"[54] بے شک اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ یعنی جو بھی نیک عمل کیا جائے وہ اللہ کے واسطے ہو۔ امام غزالیؒ کے نزدیک جب ایک سے زائد اچھے کاموں کی نیت کی تو ایک عمل پر ثواب ایک سے زائد کا ملے گا۔ نیت کا دوسرا رکن اخلاص ہے اور نیت کا تیسرا رکن صدق ہے۔ اور صدق اخلاص کا کمال ہے۔ پھر امام صاحب صدق کے چھے درجے بیان کرتے ہیں۔

---

52 Az-Zumar 39:10

53 Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Al-Arba'in fi Usul al-Din*, p 373

54 Sahih al-Bukhari, Hadith no. 1

پہلا درجہ قول صدق کا ہے کہ ہمیشہ سچ بولے اور دوسرا درجہ کمال صدق کا ہے کہ اللہ کی عبادات میں صدق ہو مثلاً یہ کہتا ہے۔

"اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ"[55] تیری عبادت کرتا ہوں اور تجھ سے مدد چاہتا ہوں"

اب اگر غیروں سے مدد مانگی تو اس طرح وہ قول و فعل میں جھوٹا ہو گیا۔ صدق کا تیسرا درجہ عزم میں سچا ہونے کا ہے اور چوتھا درجہ عزم کے پورا کرنے میں صدق ہو، پانچواں درجہ ظاہر و باطن یکساں ہو، صدق کا چھٹا اور آخری درجہ ہے کہ مقامات و مدارج میں سچائی ہو۔

ساتویں اصل میں توکل و بھروسہ کا بیان ہے۔ اس اصل کے شروع میں توکل پر قرآن و حدیث کو نقل کرنے کے بعد توکل کے تین ارکان کو بیان کرتے ہیں۔

" حَقيقَةُ التَّوكُّلِ: عِبارَةٌ عَنْ حالَةٍ تَصْدُرُ عَنِ التَّوحِيدِ، وَيَظْهَرُ أَثَرُها عَلَى الأَعْمالِ، فَهِيَ ثَلاثَةُ أَرْكانٍ: المَعرِفَةُ، وَالحالُ، وَالعَمَلُ "[56]

"توکُّل کی حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک کیفیت ہے جو توحید سے پیدا ہوتی ہے، اور اس کا اثر اعمال پر ظاہر ہوتا ہے۔ پس اس کے تین ارکان ہیں: معرفت، حال اور عمل۔"

معرفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر کامل ایمان لے کر آنا، حال یہ ہے کہ اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا اور توکل کا تیسرا رکن عمل ہے یعنی کام کرنا جو لوگ محنت مزدوری اور کسب کو چھوڑ دیتے، بیمار ہونے پر علاج نہیں کرواتے وہ لوگ جاہل ہیں اور نہ اسلام میں ایسا توکل ہے۔

آٹھویں اصل اللہ تعالیٰ کی محبت کے بیان میں ہے۔ قرآن و حدیث سے اللہ کی محبت کی ترغیب و شوق کو نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں:

" مَنْ ذَاقَ مِنْ خَالِصِ مَحَبَّةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنَعَهُ ذٰلِكَ مِنْ طَلَبِ الدُّنْيَا، وَأَوْحَشَهُ مِنْ جَمِيعِ الْبَشَرِ۔ "[57]

"جس نے اللہ عزوجل کی خالص محبت کا مزہ چکھ لیا، اُس محبت نے اسے دنیا کی طلب سے روک دیا اور تمام انسانوں سے اُس کا دل اُچاٹ کر دیا۔"

55 Al-Fatihah 1:4

56 Ghazali, Imam Abu Hamid Muhammad ibn Muhammad. *Al-Arba'in fi Usul al-Din*, p 412

57 Ibid

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ اللہ کے انبیاء و رسل، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل اللہ کی محبت دل میں ہے تو یہ ایک علامت ہے اللہ کی محبت کے تذکرے سن کر دل میں کتنی مسرت ہوتی ہے اگر دل میں مسرت پیدا ہوتی ہے تو سمجھ کے اس دل میں اللہ کی محبت کی چنگاری موجود ہے۔ اللہ کی محبت کے تین اسباب ہوتے ہیں اول یہ کہ علم کا ہونا، دوم قدرت اور سوم تقدس ہے ان تین اسباب کے ہوتے ہوئے محبت الہی کی کچھ علامات سامنے آتی ہیں۔ مثلاً اپنے نفس کی خواہشات پر اپنے محبوب حق کے حکم کو ترجیح دینا۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شائق ہونا، موت کے ڈر کا ختم ہو جانا اور حکم الہی اور قضاء و قدر پر راضی رہنا ہے۔

نویں اصل رضا بر قضا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ"[58]

"اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں"

صحابہ کرام وہ جماعت ہے جو اللہ کی قضا پر ایسے راضی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دنیا میں ہی ان سے راضی ہونے کا بار بار اعلان فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا یہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی ایک دلیل ہے۔ فرط محبت میں اور جوشِ شوق میں انسان کو اکثر تکلیف اور درد محسوس نہیں ہوا کرتا۔ پھر دنیا کی تکلیف کے مقابلہ میں جو آخرت میں ملنے والا ہے وہ بے حساب ہے۔ اس خیال سے دنیا کی تکلیف کوئی تکلیف نہیں ہے۔

دسویں اور آخری اصل فکرِ موت سے متعلق ہے۔ فکر موت اصلاح قلب کی اصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: أكثروا ذكر هادم اللَّذات: الموت."[59]

"حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لذتوں کو توڑ دینے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کیا کرو"

دنیا کی لذتوں کا ختم ہونا ہی اصلاح قلب ہے اور یہ ہی تزکیہ نفس اور اس کتاب کا حاصل ہے۔ اس اصل میں موت قبر اور حساب و کتاب کے مراحل کو بیان کرتے ہوئے اس دنیا کے فانی اور کھیل تماشے کو ذکر کرتے ہیں۔ اس کتاب کے آخر پر "خاتمہ" کے عنوان سے باب قائم کرتے ہیں۔ جس میں نفس کا محاسبہ، اپنے نفس سے مباحثہ، موت کا مراقبہ کو بیان کرتے ہیں۔ نفس کا محاسبہ و مباحثہ اور موت کا مراقبہ وہ اعمال ہیں جو نفس سے خواہشات کو ختم کر کے اس کا تزکیہ کرتے ہیں۔

58 At-Tawbah 9:100

59 Jami‘ al-Tirmidhi, Hadith no. 2307

خلاصہ بحث:

ایک مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد رضا الٰہی ہے، رضا الٰہی کے لیے تزکیہ نفس لازم و ملزوم ہے۔ اور یہی انبیاء کی بعثت کا مقصد ہے۔ امام غزالیؒ اپنی اس کتاب "اربعین فی اصول الدین" میں انسانی نفس کے تزکیہ سے متعلق چالیس اصول بیان کرتے ہیں جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ اس کتاب میں چار ابواب قائم کیے گیے ہیں اور ہر باب میں دس اصول ہیں۔

باب اول عقائد و ایمانیات سے متعلق ہے۔ اس باب کی پہلی اصل سے آٹھویں اصل تک اللہ تعالیٰ کی توحید فی الذات وصفات کو اعتبار بیان کیا گیا ہے۔، اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی خاص طور پر وضاحت فرماتے ہوئے معتزیہ، حلولیہ، قدریہ اور جبریہ کے عقائد کا رد کرتے ہیں۔ اس سے امام صاحب کا مقصد اللہ تعالیٰ کی توحید فی الذات وصفات کو بیان کرتے ہوئے تصوف کے ان باطل فرقوں کی نشاندہی کی ہے جنہوں نے صفات باری تعالیٰ میں غُلّو سے کام لیا ہے۔ نویں اصل عقیدہ آخرت سے متعلق ہے۔ اور آخری اصل میں فرشتوں پر اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان کو بیان کرتے ہیں۔

دوسرا باب ظاہری اعمال کی اصلاح سے متعلق ہے۔ جس میں نماز، زکوۃ، روزہ، حج، تلاوت قرآن، ذکر اللہ، کسبِ حلال، مسلمانوں کے حقوق، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اتباع سنت کو بیان کرتے ہیں۔ اس قسم میں امام غزالیؒ کا منہج یہ ہے کہ متعلقہ اصل کے بارے میں پہلے قرآن و حدیث سے اس کی فضلیت اور حکم کو نقل کرتے ہیں۔ پھر عبادت کی روح اور حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ ظاہری عمل اور دل کے درمیان موافقت کا ہونا لازمی ہے۔ فرض عبادات میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کے لیے کثرت سے نفل عبادات کی ترغیب دیتے ہیں۔ جیسے نماز میں حضور قلب حاصل کرنے کے لیے یہ نسخہ تجویز کرتے ہیں کہ بار بار نماز ادا کرنے سے نماز میں خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے۔

تیسرا باب "فی تزکیةِ القلب عَنِ الاخلاق المذمومة" یعنی دل کی روحانی امراض کے علاج سے متعلق ہے اس میں بھی بالترتیب حرص طعام، کثرت کلام، غصہ، حسد، بخل وحب مال، حب شہرت و جاہ، حب دنیا، تکبر، خود پسندی اور ریا پر مشتمل ہے۔ ایمانیات و عبادات سے دل کو منور کرنے کے بعد امام غزالیؒ ان رذائل کو بیان کرتے ہیں جن سے قلب پر منعکس ہونے والا نور سلب ہو جاتا ہے۔ اس قسم میں امام غزالیؒ سب سے پہلے ان معاملات کو بیان کرتے ہیں جو حلال تو ہیں لیکن ان کی کثرت سے انسانی دل خواہشات نفس کا شکار ہو جاتا ہے۔ جیسے کثرت اکل اور حرص طعام یعنی زیادہ کھانا اب کھانا حلال ہے لیکن ایک سالک کے لیے پیٹ پھر کر طعام نوش کرنا خواہشات نفس کا سبب ہو گا۔ کثرت کلام جھوٹ، غیبت کا سبب بنتا ہے۔ اور پھر ان رذائل کو بیان کرتے ہیں جو اپنی اصل کے اعتبار سے بھی حرام ہیں۔ امام صاحب پہلے تو اس بیماری کی علامات بیان کرتے ہوئے اس کی نشاندہی کرتے ہیں اور پھر سالک کے لیے اس کا علاج تجویز کرتے ہیں۔

چوتھے اور آخری باب " فی اخلاق المحمودہ" اس میں بھی دس اصول ہیں۔ توبہ، خوف، زہد، صبر، شکر، اخلاق و صدق، توکل، محبت الٰہی، رضا اور فکر موت کے اصول بیان ہوئے ہیں۔ اس باب میں امام صاحب پہلے قرآن وحدیث سے متعلق خلق محمودہ کی اہمیت وفضیلت کو بیان کرتے ہیں پھر اس کے درجات اور زندگی پر اس کے اثرات کو بیان کرتے ہوئے اس کو اپنی عملی زندگی میں لانے کی مشق تجویز کرتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ تزکیہ نفس کے لیے عملی طور پر یہ ایک عمدہ بلکہ زبدۃ الاتقان کا درجہ رکھتی ہے۔